132787 ـ اس كے ملك ميں بغير ولى كے نكاح كيا جاتا ہے كيا تجديد نكاح كرنا ضرورى ہے

سوال

ميرا سوال عقد نكاح ميں عورت كے ولى كى موجودگى كے متعلق ہے، ميں نے آپ كى ويب سائٹ پر ولى كے متعلق سب فتاوى جات كا مطالعہ كيا ہے، بلاشك و شبہ عورت كا ولى ہى وہ شخص ہے جو عقد نكاح ميں ايجاب يعنى اپنى ولايت ميں موجود لڑكى كا نكاح كرتا ہے، كيونكہ دين اسلام ميں عورتوں كو اپنا نكاح خود كرنے كى اجازت نہيں، ميں يہ دريافت كرنا چاہتا ہوں كہ اگر عقد نكاح كے وقت عورت كا ولى نہ ہو تو كيا يہ نكاح شريعت اسلاميہ كے مطابق باطل ہوگا ؟

اب ميں آپ كو اپنے ملك ميں عقد نكاح كى كيفيت بتانا چاہتا ہوں ہمارے ہاں (يعنى ازبكستان) اور ميرے عقد نكاح كے وقت كيا حالت تھى وہ يہ كہ امام اور دلہا اور دلہن اور دو گواہ حاضر ہوتے ہيں،ا ور امام صاحب پہلے تو خطبہ پڑھتے ہيں وہ اس طرح كہ پہلے كچھ آيات كى تلاوت كرتے ہيں، اور پھر كچھ دعائيں پڑھتے ہيں، پھر عورت " مثلا جميلۃ بنت حسين " سے دريافت كرتے ہيں، كيا تم " مثلا عبد اللہ بن عبد الرحمن " سے شادى كرنا قبول كرتى ہو، تو وہ عورت كہتى ہى جى ہاں ميں قبول كرتى ہوں (يہ ملاحظہ رہے كہ وہ عورت يہ نہيں كہتى كہ اے عبد اللہ بن عبد الرحمن ميں اپنى شادى تيرے ساتھ كرتى ہوں " ميرى مراد يہ ہے كہ امام مسجد اس عورت سے دريافت كرتا ہے بالكل اسى طرح جيسے ولى اس سے موافقت طلب كرتا ہو، كيونكہ ولى كى غير موجودگى ميں يہ مناسب ہے، كيونكہ امام مسجد بھى اس كا ولى بن سكتا ہے.

پھر وہ ہونے والے خاوند سے دريافت كرتا ہے " اے عبد اللہ بن عبد الرحمن كيا تم جميلہ بنت حسين كو اپنى بيوى قبول كرتے ہو ؟ " تو وہ كہتا ہے ميں قبول كرتا ہوں.

جيسا كہ ميں كہہ چكا ہوں كہ وہاں دو گواہ بھى موجود ہوتے ہيں، ميرے عقد نكاح ميں بھى يہى كچھ ہوا، ہمارے ہاں مشكل مصدر ميں ہے: وہ اس طرح كہ ہمارے ہاں حنفى مسلك پر عمل كيا جاتا ہے، اور ہمارے ہاں جو كتابيں معروف اور پھيلى ہوئى ہيں وہ بھى فقہ حنفى كى ہيں.

مجھے بعد ميں علم ہوا كہ جيسا كہ حديث ميں بھى وارد ہے كہ عورت كا ولى ہى عورت كا نكاح كريگا، ميں نے اپنے عالم دين جو كہ ہم سے زيادہ اسلامى احكام كا علم ركھتا ہے سے دريافت كيا كہ عقد نكاح ميں ولى حاضر نہ ہونے كى دليل كيا ہے تو اس كا جواب تھا:

" اگر دين اسلام عورت كو حق ملكيت ديتا ہے مثلا جب عورت اپنے مالى معاملات خود طے كر سكتى ہے تو پھر اسے اپنے نفس كى ملكيت كا حق كيسے حاصل نہيں ہو سكتا اور وہ اپنا نكاح خود كيسے نہيں كر سكتى ؟ "

اس حالت ميں ہم پر كيا كرنا واجب ہوگا، برائے مہربانى ہميں بتائيں ہم كيا كريں، اور ميرى شادى كا انجام اور نتيجہ كيا ہے، كيا ہم پر دوبارہ نكاح كرنا واجب ہے ؟

ميں اللہ سبحانہ و تعالى سے دعا گو ہوں جس نے اس دين كو اپنى نبى محمد صلى اللہ عليہ وسلم كے ذريعہ مكمل كيا،

اور اس دین کو ایسا بنا دیا کہ اس میں کوئی کمی و بیشی نہیں کی جا سکتی، آپ کو ایسا جواب دینے کی توفیق دے جو اللہ کو راضی کرنے کا باعث ہو.

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

صحیح دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ عقد نکاح کے صحیح ہونے میں ولی کا ہونا شرط ہے جیسا کہ درج حدیث میں وارد ہے:

ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا "

سنن ابو داود حدیث نمبر (2085) سنن ترمذی حدیث نمبر (1101) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (1881) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ترمذی میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

اور ایک حدیث میں اس طرح وارد ہے:

عمران اور عائشہ رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" ولی اور دو عادل گواہوں کے بغیر نکاح نہیں ہوتا "

اسے امام بیہقی نے روایت کیا ہے اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الجامع حدیث نمبر (7557) میں صحیح قرار دیا ہے.

اور ایک حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" جس عورت نے بھی ولی کی اجازت کے بغیر اپنا نکاح خود کیا تو اس کا نکاح باطل ہے، اس کا نکاح باطل ہے، اس کا نکاح باطل ہے "

مسند احمد حدیث نمبر (24417) سنن ابو داود حدیث نمبر (2083) سنن ترمذی حدیث نمبر (1102) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الجامع حدیث نمبر (2709) میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

جمہور فقہاء مالکیہ شافعی اور حنبلی سب کا مسلك یہی ہے.

اور احناف کے ہاں ولی کے بغیر نکاح صحیح ہے، انہوں نے ضعیف دلائل سے استدلائل کیا ہے جو جمہور کے دلائل کا مقابلہ نہیں کر سکتے.

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

عورت کو اپنا اور کسی دوسری عورت کا نکاح کرنے کا حق حاصل ہے، اور وہ نکاح میں وکیل بھی بنا سکتی ہے؛ کیونکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

اور تم انہیں اپنے خاوندوں سے نکاح کرنے سے مت روکو "

تو یہاں اللہ تعالی نے نکاح کی اضافت عورتوں کی طرف کی ہے، اور انہیں اس سے منع کرنے سے روکا ہے، اور اس لیے بھی کہ یہ خالصتا ان کا حق ہے، اور وہ عورتیں ہي اہل مباشرت ہیں تو یہ نکاح ان سے صحیح ہوا جس طرح کہ وہ اپنی لونڈی فروخت کر سکتی ہے، اور اس لیے بھی کہ جب وہ اپنی لونڈی کو فروخت کرنے کی مالك ہے، تو یہی تصرف اپنے اور اپنے سب فائدوں میں کر سکتی ہے، تو باقی فائدوں کی بجائے عقد نکاح میں اس کا بالاولی زیادہ فائدہ ہے ".

ابن قدامہ نے جمہور کے دلائل ذکر کرنے کے بعد احناف کی دلیل کا جواب دیتے ہوئے کہا ہے:

" رہی آیت تو اس کے عضل کا معنی یہ ہے کہ اس کی شادی نہ کرنا، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا نکاح ولی ہی کریگا، اس کی دلیل اس آیت کا شان نزول ہے:

معقل بن یسار رضی اللہ تعالی کے بارہ میں یہ آیت نازل ہوئی تھی جب انہوں نے اپنی بہن کا نکاح کرنے سے انکار کر دیا تو یہ آیت نازل ہوئی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلایا اور اس کی شادی کر دی، اس کی اضافت اس عورت کی طرف اس لیے کی کہ وہ اس کا محل ہے " انتہی

دیکھیں: المغنی (7 / 6).

مزید آپ الموسوعة الكويتية (41 / 248) کا بھی مطالعہ کریں.

اور ان کے قیاس کا یہ جواب دیا جائیگا کہ: یہ قیاس نص کے مقابلہ میں ہے، اس لیے نص کے مقابلہ میں قیاس

صحیح نہیں، اسے علماء کرام اعبتار کے لحاظ سے فاسد قیاس کا نام دیتے ہیں.

اہل علم کے ہاں مسلمہ اور مقررہ قواعد میں شامل ہے کہ: " نص کے ہوتے ہوئے اجتھاد نہیں ہوتا "

دوم:

اس مسئلہ کو اجتھادی مسئلہ دیکھتے ہوئے، اور یہ کہ اس مسئلہ میں آئمہ کا اختلاف ہے اسے مدنظر رکھتے ہوئے یہ کہا جاتا ہے: اگر آپ کے علاقے میں حنفی مسلك پر اعتماد کیا جاتا ہے جیسا کہ انڈیا اور پاکستان وغیرہ میں ولی کے بغیر نکاح کو صحیح قرار دیتے ہیں، اور اسی طرح نکاح کرتے ہیں، تو یہ نکاح صحیح ہے اور ان کے فسخ کا مطالبہ نہیں کیا جائیگا.

لیکن یہ قرآن و حدیث کے خلاف ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا واضح فرمان بھی یہی ہے کہ ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا، لہذا آپ ولی اور گواہوں کی موجودگی میں گھر میں ہی تجدید نکاح کر لیں.

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

اگر حاکم نے اس نکاح کے صحیح ہونے کا حکم لگایا یا پھر اس کا نکاح حاکم نے کیا تو اسے توڑنا جائز نہیں ہے " انتہی

اس بنا پر آپ کو چاہیے کہ آپ اپنے عزیز و اقارب اور علاقے کے لوگوں کو بتائیں کہ نکاح میں ولی کا ہونا بہت اہمیت کا حامل ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے، اور عقد نکاح کے صحیح ہونے کے لیے یہی زیادہ بہتر ہے اور پھر اس طرح اختلاف سے بھی بچا جا سکتا ہے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر بھی عمل ہو جاتا ہے.

اگر آپ کے ہاں حاکم نےاس نکاح کو برقرار رکھا ہے تو دوبارہ نکاح کی ضرورت نہیں.

واللہ اعلم .